از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 28 ستمبر 1964

سی چناباساویاہ

بنام

سٹیٹ آف میسور و دیگراں

(پی بی گجیندر گڈکر، چیف جسٹس، کے این وانچو، ایم ہدایت اللہ، رگھوبر دیال اور جے آر مدھولکر جسٹسز)

آئین ہند، 1950-آرٹیکل 16-ملازمت سے متعلق معاملات میں مواقع کی مساوات-مسترد شدہ امیدواروں کے مقابلے میں کم نمبر حاصل کرنے والے امیدواروں کا انتخاب-کیا ان کی تقرری عدالتی کارروائی میں سمجھوتے پر کی گئی ہو یا میسور پبلک سروس کمیشن (فنکشن) قوائد، 1957 کے تحت حکومت کی سفارش پر کی گئی ہو-ذیلی قاعدہ (3) کے لئے حاشیہ کریں.

میسور پبلک سروس کمیشن نے بعض انتظامی خدمات سے متعلق کلاس 1 اور کلاس 2 کے عہدوں پر براہ راست بھرتی کے لئے زبانی امتحان منعقد کرنے کے بعد 98 امیدواروں کی ایک فہرست شائع کی ہے جن کا انتخاب کیا گیا تھا اور ان کی تقرری کی گئی تھی۔

اس اعلان کے بعد ریاستی حکومت نے کمیشن کے غور و خوض کے لئے چوبیس امیدواروں کی ایک فہرست بھیجی اور چونکہ کمیشن نے ان کی منظوری دی تو ان کی تقرری بھی کی گئی۔ کمیشن نے اپنی رضامندی ظاہر کرتے ہوئے میسور پبلک سروس کمیشن (کارہائے منصبی) قوائد، 1957 کے قاعدہ 4 کے ذیلی قاعدہ (3) سے اقتدار حاصل کرنے کا دعویٰ کیا۔

منتخب نہ ہونے والوں میں سے سولہ امیدواروں نے آئین کے آرٹیکل 14، 15 اور 16 کی خلاف ورزی کا الزام لگاتے ہوئے ہائی کورٹ میں عرضی دائر کی۔ ان کارروائیوں کے دوران ایک سمجھوتہ کیا گیا اور حکومت کی جانب سے ہائی کورٹ کے سامنے دیے گئے حلف نامے کے نتیجے میں سولہ درخواست گزاروں کی تقرری بھی کی گئی۔

اس کے بعد، دیگر امیدواروں نے، جن کا انتخاب نہیں کیا گیا تھا، ہائی کورٹ میں اسی طرح کی کارروائی شروع کی، لیکن ان کی درخواستوں کو سرسری طور پر خارج کر دیا گیا۔ اس کے بعد انہوں نے آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت موجودہ درخواستیں دائر کیں۔

میسور کی ریاستی حکومت کو عدالت کی ہدایت پر پبلک سروس کمیشن کی جانب سے زبانی امتحان کے بعد تیار کی گئی مارک فہرست پیش کی گئیں اور ان سے پتہ چلا کہ 98 امیدواروں کی پہلی فہرست میں درج فہرست ذات سے تعلق رکھنے والے دو امیدواروں کو چھوڑ کر سبھی امیدواروں نے 56 فیصد سے زیادہ نمبر حاصل کیے تھے۔ حکومت کی سفارش پر مقرر کئے گئے کچھ امیدواروں اور ہائی کورٹ میں سمجھوتے کے ذریعہ مقرر کئے گئے امیدواروں (تین کو چھوڑ کر جن کا انٹرویو ہی نہیں کیا گیا تھا) کو کم نمبر ملے اور یہ تسلیم کیا گیا کہ بہت سے درخواست گزاروں نے، جنہیں مسترد کر دیا گیا تھا، کچھ منتخب امیدواروں کے مقابلے میں زیادہ نمبر حاصل کیے تھے۔

حکم ہوا کہ: ہائی کورٹ کے سامنے سمجھوتے کے نتیجے میں منتخب کیے گئے 16 امیدواروں کے معاملے میں امتیازی سلوک اور غیر مساوی سلوک قائم کیا گیا تھا۔ ان کی تقرریاں برقرار نہیں رہ سکیں کیونکہ ان میں سے زیادہ تر امیدواروں نے کچھ مسترد شدہ امیدواروں کے مقابلے میں کم نمبر حاصل کیے تھے۔ تین امیدواروں نے زبانی امتحان میں شرکت نہیں کی تھی اور ہائی کورٹ کے سامنے باقی تیرہ امیدواروں کا موازنہ ان امیدواروں سے کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں تھا جو انتخاب میں ناکام رہے تھے۔ ایسی صورت میں عدالت کو سمجھوتوں کو قبول کرنے میں سست روی کا مظاہرہ کرنا چاہئے جب تک کہ یہ واضح نہ کیا جائے کہ جو کچھ کیا جا رہا ہے اس سے کسی اور کو نقصان نہیں پہنچے گا۔ [364 E-H]

(ii) میسور پبلک سروس (فنکشنز) رولز، 1957 کے قاعدہ 4 کے ذیلی قاعدہ (3) کا حاشیہ، جس پر حکومت کی تجویز پر منتخب 24 امیدواروں کی تقرریوں کا جواز پیش کرنے کے لئے انحصار کیا گیا تھا، کا مقصد قابلیت کی بنیاد پر انتخاب کو نظر انداز کرنا نہیں تھا بلکہ غیر معمولی

قابلیت کے معاملے کا احاطہ کرنا تھا۔ ان امیدواروں نے کچھ مسترد شدہ امیدواروں کے مقابلے میں کم نمبر بھی حاصل کیے تھے اور اس لئے ان کی تقرریوں کو برقرار نہیں رکھا جا سکتا تھا کیونکہ یہ امتیازی سلوک اور غیر مساوی سلوک کے مترادف ہے۔ [365 D-G].

اصل دائرہ اختیار: رٹ پٹیشن نمبر 81، 95 سے 111، 113–118، 140-142، 150، 151، 153–158، 159–165، 167، 168، 169-172، 178، 179، 183، 199 اور 205-207، سال 1963.

بنیادی حقوق کے نفاذ کے لئے آئین ہند کے آرٹیکل 32 کے تحت درخواستیں۔

رٹ پٹیشن نمبر 81، سال 1963 میں درخواست گزار ذاتی طور پر (موجود نہیں)۔

آر گوپال کرشنن، درخواست گزاروں کے لئے (رٹ پٹیشن نمبر 95-111، 113 سے 118، 169-172، 183 میں اور مداخلت کرنے والے کے لئے)۔

درخواست گزاروں کی طرف سے بی پارتھا سارتھی، جے بی دادا چنجی، او سی ماتھر اور رویندر نارائن (رٹ پٹیشن نمبر 142-140، سال 1963 میں)۔

نونیت لال، درخواست گزاروں کے لیے (رٹ پٹیشن نمبر 150، 151 سے 158، 167 اور 168، سال 1963 میں)۔

جواب دہندگان نمبر 1 اور 2 (تمام درخواستوں میں) کی طرف سے اٹارنی جنرل، بی آر ایل آئنگر اور بی آر جی کے آچار، اٹارنی جنرل سی کے دپتری۔

ایس ایم ہیگڑے اور وی ڈی مہاجن، مدعا علیہ نمبر 11 (رٹ پٹیشن نمبر 95 سے 111 میں)۔

جواب دہندگان نمبر 38، 50، 51، 73، 84، 85، 87، 98، 126، 130، 139، 140 (رٹ پٹیشن نمبر 95-111 اور 113-118، سال 1963 میں)۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس ہدایت اللہ کے ذریعے سنایا گیا۔

جسٹس ایم ہدایت اللہ۔ یہ آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت 55 رٹ پٹیشنز ہیں جن میں ریاست میسور اور میسور پبلک سروس کمیشن کے خلاف آئین کے آرٹیکل 14، 15 اور 16 کا استعمال

کیا گیا ہے۔ درخواست گزار جو کچھ عہدوں کے لئے درخواست دہندگان تھے وہ ناکام رہے جبکہ دیگر کو مقرر کیا گیا۔ کچھ درخواستوں میں کامیاب امیدواروں کو جواب دہندگان کے طور پر شامل کیا گیا ہے۔ حقائق درج ذیل ہیں:

26 ستمبر، 1959 کے ایک نوٹیفکیشن کے ذریعہ میسور پبلک سروس کمیشن نے اعلان کیا کہ کچھ انتظامی خدمات سے متعلق کلاس 1 اور کلاس 2 کے عہدوں کے لئے براہ راست بھرتی کے لئے ایک مسابقتی امتحان منعقد کیا جائے گا اور درخواست گزاروں سمیت متعدد درخواست دہندگان نے خود کو امیدوار کے طور پر پیش کیا۔

5 ستمبر 1960 کو پبلک سروس کمیشن نے پہلے کے نوٹیفکیشن میں ترمیم کی اور امتحان منعقد کرنے کے بجائے اعلان کیا کہ انتخاب صرف زبانی امتیحان کے نتائج پر کیا جائے گا۔ درخواست گزاروں نے اس تبدیلی کو میسور ایڈمنسٹریٹو سروس ریکروٹمنٹ رولز 1957 کے برعکس قرار دیا تھا لیکن ان درخواستوں کی سماعت کے دوران شاید بعد میں جو کچھ ہوا اس کے پیش نظر بحث کی اس بنیاد کو چھوڑ دیا گیا تھا۔

پبلک سروس کمیشن نے باضابطہ طور پر زبانی امتیحان کا انعقاد کیا اور 29 جولائی 1961 کو انہوں نے 98 امیدواروں کی ایک فہرست شائع کی جن کا انہوں نے اعلان کیا تھا کہ وہ منتخب ہوئے ہیں۔ نتائج کے اعلان کے بعد ریاستی حکومت نے کمیشن کو چوبیس امیدواروں کی ایک فہرست غور و خوض کے لئے بھیجی اور چونکہ کمیشن نے ان کی منظوری دی تھی اس لئے 7 مارچ 1962 کو ان کی تقرری بھی کی گئی تھی، ان کی رضامندی کے ساتھ کمیشن نے میسور پبلک سروس کمیشن (کارہائے منصبی) قاعدوں کے قاعدہ 4 کے ذیلی قاعدہ (3) 1957 میں شامل ایک خاشیہ سے اقتدار حاصل کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔ سولہ امیدواروں نے، جو منتخب نہیں ہوئے تھے، میسور ہائی کورٹ میں آئین کے آرٹیکل 14، 15 اور 16 کے تحت درخواستیں دائر کیں۔ 26 نومبر 1962 کو ایک سمجھوتہ ہوا اور حکومت نے درخواست گزاروں کو ہائی کورٹ کے سامنے مقرر کرنے کا فیصلہ کیا۔ ان میں سے تیرہ نے زبانی امتحان میں شرکت کی تھی لیکن

تین کواس کے لئے نہیں بلایا گیا تھا۔اس طرح تقرریوں کے تین سیٹ تھے جن میں سے پہلا اٹھانوے امیدواروں میں سے ایک، چوبیں امیدواروں میں سے دوسرا اور سولہ امیدواروں میں سے تیسرا تھا۔ تمام 1,777 درخواست دہندگان ایسے تھے جنہیں زبانی امتیحان کے لئے بلایا گیا تھا۔ درخواست دہندگان کی ایک بہت بڑی تعداد کو امتحان کے لئے نہیں بلایا گیا تھااور میسور ہائی کورٹ نے تین درخواست گزاروں کی عرضی میں کمیشن کوانہیں بلانے کی ہدایت دی تھی اور اس کے بعد کمیشن نے 203 امیدواروں کو ہائی کورٹ میں طلب کیا تھا جو تین درخواست گزاروں کے زمرے میں تھے۔ واضح رہے کہ پہلے زبانی امتیحان میں 88 امیدواروں اور دوسرے امتیحان میں 10 امیدواروں کا انتخاب کیا گیا تھا، اس طرح مجموعی تعداد 98 ہوگئی۔

ہائی کورٹ میں پٹیشن دائر کرنے والوں کے ساتھ جو کچھ ہوااس سے حوصلہ افزائی کرتے ہوئے دوسرے امیدوار جو کامیاب نہیں ہوئے تھے انہوں نے آئین کے آرٹیکل 14، 15 اور 16 کے تحت رٹ کے لئے درخواست دی۔ان کی عرضیوں کو ہائی کورٹ نے فوری طور پر خارج کر دیا تھا۔اس کے بعد انہوں نے آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت موجودہ درخواستیں دائر کیں اور اسی طرح یہ پچپن درخواستیں ہمارے سامنے ہیں۔

عرضیوں کی پہلے سماعت کے دوران عدالت نے ریاست میسور (جس کی نمائندگی اٹارنی جنرل آف انڈیا کرتے ہیں) کو ہدایت دی تھی کہ وہ زبانی امتیحان کے بعد پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ تیار کردہ مارکس فہرست پیش کرے۔ اگرچہ اقربا پروری کے بے شمار الزامات لگائے گئے تھے لیکن ہمارے سامنے دلائل اس عدالت میں پیش کردہ مارک لسٹوں کی روشنی میں منتخب اور غیر منتخب امیدواروں کی متعلقہ قابلیت پر غور کرنے تک محدود تھے۔ مارک لسٹوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جن 88 امیدواروں کو پہلے منتخب کیا گیا تھا، انہوں نے 56 فیصد اور 87 فیصد کے درمیان نمبر حاصل کیے، سوائے دو (نمبر 87 ایل شاردامااور نمبر 88 آر شامنائک) کے جو درج فہرست ذاتوں سے وابستہ تھے اور جنہوں نے بالترتیب 51 فیصد اور 50 فیصد نمبر حاصل

کیے تھے۔ دوسرے امتحان میں منتخب ہونے والے دس امیدواروں نے 60 فیصد سے 85 فیصد کے درمیان نمبر حاصل کیے تھے۔ حکومت کی سفارش پر جن امیدواروں کی تقرری کی گئی تھی انہوں نے امتحان میں اتنی اچھی کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔ صرف دو نے 51 سے 53 فیصد نمبر حاصل کیے تھے اور دیگر نے 49 سے 22 فیصد کے درمیان نمبر حاصل کیے تھے۔ تفصیلی نتائج یہ ہیں:

49% (2); 47% (1); 45% (4); 44% (3); 43% (1); 42% (3); 40% (1); 32% (1); 37% (1); 31% (1); 28% (1); 23% (2); 22% (1); (Total—22)

ہائی کورٹ میں سمجھوتے کے ذریعے منتخب کیے گئے سولہ امیدواروں میں سے تین کا انٹرویو ہی نہیں کیا گیا تھا اور باقی 13 کو 48 سے 22 فیصد کے درمیان نمبر ملے تھے۔ تفصیلی بریک اپ یہ ہے:

انٹرویو نہیں کیا گیا:

(3); 48% (1); 47% (1); 45% (2); 44% (1);43% (1);42% (1); 38% (1); 37% (1); 30% (1); 24% (1); 23% (1);22% (1); (Total—16)

ہمارے سامنے یہ تسلیم کیا گیا تھا کہ ہمارے سامنے درخواست گزاروں میں سے بہت سے مسترد شدہ امیدواروں نے کچھ منتخب امیدواروں سے زیادہ نمبر حاصل کیے تھے۔ 4 اگست 1964 کو دائر حلف نامہ میں پبلک سروس کمیشن نے طریقہ کار کی وضاحت کی اور یہ بھی کہا کہ 7 درخواست گزاروں نے 22 فیصد سے کم نمبر حاصل کیے تھے اور اس طرح وہ کامیاب ہونے کے حقدار نہیں تھے کیونکہ ان کے نمبر آخری منتخب امیدوار سے کم تھے اور انہیں کوئی شکایت نہیں ہو سکتی تھی۔ یہ سچ ہے، لیکن بدقسمتی سے، ان کی درخواستوں کو ہاتھ سے خارج نہیں کیا جا سکتا ہے کیونکہ تین امیدواروں کا انتخاب کیا گیا تھا جنہوں نے زبانی امتحان نہیں دیا تھا اور اس کے پیش نظر ان درخواست گزاروں کو شکایت ہے، چاہے وہ کتنا ہی پتلا کیوں نہ ہو۔

ریاست اور کمیشن نے 18 جولائی 1963 سے 17 اکتوبر 1963 کے درمیان کچھ درخواستوں میں پانچ اہم حلف نامہ داخل کیے جن میں ہر درخواست گزار کے ذریعے لگائے گئے خصوصی حقائق سے نمٹا گیا اور اقربا پروری کے الزامات سے انکار کیا گیا۔

ان حلف ناموں میں انہوں نے درخواستوں کے جواز کو بھی چیلنج کیا۔ دیگر درخواستوں میں حلف نامہ داخل کیا گیا تھا جس میں ان پانچ اہم حلف ناموں کو شامل کیا گیا تھا۔ ان حلف ناموں کا حوالہ دینے کی بالکل بھی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اب اس عدالت کے سامنے ایک بہت واضح حلف نامہ ہے۔

درخواست گزاروں کے فاضل وکیل کو مارک لسٹیں فراہم کی گئیں اور آخری حلف نامہ میں شیڈول 'A' سے 'E' میں دکھائے گئے نمبروں کو انہوں نے درست مان لیا۔ فاضل اٹارنی جنرل نے واضح طور پر تسلیم کیا کہ جن امیدواروں کا انتخاب نہیں کیا گیا تھا ان میں سے کچھ نے منتخب ہونے والوں کے مقابلے میں زیادہ نمبر حاصل کیے تھے۔ تاہم انہوں نے نشاندہی کی کہ جو امیدوار فیل ہوئے تھے اور جو ہم سے پہلے درخواست گزار تھے ان میں سے کسی نے بھی 56 فیصد یا اس سے زیادہ نمبر حاصل نہیں کیے تھے۔ انہوں نے موقف اختیار کیا کہ پہلے اور دوسرے انتخاب میں 98 امیدوار کسی بھی درخواست گزار سے بہتر تھے اور ان کے انتخاب پر سوال نہیں اٹھایا جا سکتا۔ درج فہرست ذات کے دو امیدواروں کا معاملہ، جن کا ہم پہلے نام لے چکے ہیں، مختلف سطح پر کھڑا تھا اور درخواست گزاروں کی طرف سے پیش ہونے والے مسٹر آینگر نے ان کے انتخاب پر سوال نہیں اٹھایا۔ لہٰذا یہ تنازعہ حکومت میسور کی تجویز پر منتخب کیے گئے چوبیس امیدواروں اور ہائی کورٹ کے سامنے سمجھوتے پر منتخب کیے گئے سولہ امیدواروں پر مشتمل ہے، جن میں سے تین کو زبانی امتیحان کے لیے بھی نہیں بلایا گیا تھا۔

سولہ امیدواروں کے معاملے کو پہلے لیتے ہوئے، ہمیں ایسا لگتا ہے کہ چونکہ ان میں سے زیادہ تر امیدواروں نے کچھ مسترد شدہ امیدواروں کے مقابلے میں کم نمبر حاصل کیے تھے، لہذا ان کے انتخاب کو برقرار رکھنا ناممکن ہے۔ سب سے پہلے تو ہائی کورٹ کی جانب سے اس قسم کے سمجھوتے کی اجازت دینا غلط تھا جبکہ یہ واضح تھا کہ تین امیدواروں نے ویوا ووس ٹیسٹ میں شرکت ہی نہیں کی تھی اور ہائی کورٹ کے سامنے باقی تیرہ امیدواروں کا موازنہ ان امیدواروں سے کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں تھا جو انتخاب میں ناکام رہے تھے۔ اقرباپروری کے الزامات

تھے جنہیں ترک نہیں کیا گیا تھا اور اب ہم دیکھتے ہیں کہ ان میں سے زیادہ تر امیدواروں کا درجہ کچھ مسترد شدہ امیدواروں کے برابر نہیں ہے۔ ایسی صورت میں عدالت کو سمجھوتوں کو قبول کرنے میں سست روی کا مظاہرہ کرنا چاہئے جب تک کہ یہ واضح نہ کیا جائے کہ جو کچھ کیا جا رہا ہے وہ کسی اور کو تعصب کا شکار نہیں کرتا ہے۔ اس کے برعکس کارروائی کرنے سے عدالت خود اس الزام کے سامنے آجاتی ہے کہ اس نے اتنا ہی برا کام کیا جتنا کہ اس کے خلاف شکایت کی گئی تھی۔
ہماری رائے میں. ان سولہ امیدواروں کی تقرری قبول نہیں کی جا سکتی اور درخواست گزار یہ دعویٰ کرنے کے حقدار ہیں کہ ان کے نمبروں کا موازنہ درخواست گزاروں کی جانب سے حاصل کردہ نمبروں سے کیا جائے اور صرف میرٹ اور قابلیت کی بنیاد پر انتخاب کیا جائے۔ اس مقصد کے لئے، یقیناً، جن تین امیدواروں کو امتحان کے لئے نہیں بلایا گیا تھا، انہیں بلانا پڑے گا اور انہیں نمبر دینے ہوں گے. بصورت دیگر، ان پر بالکل غور نہیں کیا جا سکتا.
حکومت کی تجویز پر منتخب ہونے والے 24 امیدواروں کے بارے میں میسور پبلک سروس کمیشن (کارہائے منصبی) قاعدے، 1957 کے ذیلی قاعدہ (3) رول 4 میں شامل کیا گیا ہے۔ ذیلی قاعدہ (3) کے تحت یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ پبلک سروس کمیشن موصول ہونے والی تمام درخواستوں پر غور کرے گا اور ضرورت پڑنے پر ایسے امیدواروں کا انٹرویو کرے گا جو مقررہ شرائط پر پورا اترتے ہیں اور حکومت کو ان لوگوں کے بارے میں مشورہ دیں گے جنہیں وہ تقرری کے لئے سب سے زیادہ موزوں سمجھتا ہے۔ حاشیہ. پھر پڑھتے ہیں:
N.B۔ اس میں شامل کوئی بھی چیز کمیشن کو حکومت کی طرف سے اس کے علم میں لائی گئی مقررہ قابلیت رکھنے والے کسی بھی امیدوار کے معاملے پر غور کرنے سے نہیں روک سکتی، بھلے ہی ایسے امیدوار نے کمیشن کے اشتہار کے جواب میں درخواست نہ دی ہو۔"
ہماری رائے میں، خاشیہ کا مقصد قابلیت کی بنیاد پر انتخاب کو نظرانداز کرنا نہیں ہے. اس کا مقصد غیر معمولی قابلیت کے معاملے کا احاطہ کرنا ہے۔ ان امیدواروں نے زبانی امتیحان میں شرکت کی تھی اور ان میں سے کچھ نے واقعی بہت خراب نمبر حاصل کیے تھے۔ فاضل اٹارنی جنرل نے

یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ بارہ امیدوار پسماندہ طبقات سے اور چار درج فہرست ذاتوں سے ہیں۔ ہمارے فیصلے میں، انتخاب کا کوئی جواز نہیں ہے جس طرح یہ اصل میں کیا گیا تھا. حیرت کی بات یہ ہے کہ حکومت کو چوبیس ناموں کی سفارش کرنی چاہیے تھی اور کمیشن کو ان تمام ناموں کو بغیر کسی استثنا کے منظور کرنا چاہیے تھا، حالانکہ اپنے فیصلے میں ان میں سے کچھ کو اتنا اونچا درجہ نہیں دیا گیا تھا جتنا انہوں نے مسترد کر دیا تھا۔ عوامی تقرریوں کے ساتھ اس طرح کے معاملات سے پبلک سروس کمیشن کے کام کاج میں عدم اعتماد کا احساس پیدا ہونے کا امکان ہے، جس کا مقصد منصفانہ اور غیر جانبدارانہ ہونا اور کسی بھی طرف سے کسی بھی اثر ورسوخ سے آزاد ہو کر اپنا کام کرنا ہے۔ ہم نے درخواست گزاروں کے وکیل کو اقربا پروری وغیرہ کے الزامات ہمارے سامنے لانے کی اجازت نہیں دی، کیونکہ ہماری رائے میں ان الزامات کے بغیر بھی جن کی تحقیقات کرنا اس عدالت کا رواج نہیں ہے جب تک کہ کوئی واضح اور مضبوط کیس نہیں بنتا، ان امیدواروں کے انتخاب کا طریقہ اور متعلقہ درجہ بندی اس عدالت کے ہاتھوں مداخلت کو جائز ٹھہراتی ہے۔ فاضل اٹارنی جنرل نے کہا کہ درج فہرست ذاتوں سے تعلق رکھنے والے دو امیدواروں کو چھوڑ کر، جن کے نام اوپر بیان کیے گئے ہیں، 56 فیصد یا اس سے زیادہ نمبر حاصل کرنے والے امیدواروں کو پریشان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کیونکہ درخواست گزاروں میں سے کوئی بھی اس اعداد و شمار تک نہیں پہنچتا ہے۔ وہ اس نشان کے نیچے موجود تمام مقدمات کا جواز پیش نہیں کر سکے، اور ہم ان سے ایک بار پھر متفق ہیں کہ ہمارے سامنے رکھی گئی مارک لسٹوں سے اخذ کرنے کا یہی واحد ممکنہ نتیجہ ہے۔ اس کے مطابق ہم ان درخواستوں کو منظور کریں گے اور ان چوبیس امیدواروں کی تقرریوں کو منسوخ کر دیں گے جن کے نام ضمیمہ 'C' میں درج ہیں اور سولہ امیدوار جن کے نام 4 اگست 1964 کو پبلک سروس کمیشن کے حلف نامہ کے ضمیمہ 'D' میں درج ہیں۔

یہ بہت بد قسمتی کی بات ہے کہ ان افراد کو ان کی تقرری کے بعد اکھاڑ پھینکا جانا چاہئے لیکن اگر قانون کے سامنے مساوات اور مساوی تحفظ کا کوئی مطلب ہے اور اگر ہمارے سرکاری اداروں

کو وہ اعتماد پیدا کرنا ہے جس کی ان سے توقع کی جاتی ہے تو ہم اپنے فرائض کی انجام دہی میں ناکام ہو جائیں گے، یہاں تک کہ حکومت اور منتخب امیدواروں کو مناسب تکلیف پہنچانے کی قیمت پر بھی۔ اگر تکلیف کا کوئی الزام لگایا جائے تو یہ یقینی طور پر درخواست دینے والے امیدواروں، ان امیدواروں یا اس عدالت پر نہیں لگایا جا سکتا ہے جن کو یہ حکم نامہ بے دخل کرتا ہے۔ ان مشاہدات کے ساتھ ہم درخواستوں کو سماعت کی فیس کے ایک سیٹ کے ساتھ اوپر بیان کردہ حد تک اجازت دیتے ہیں۔

درخواستوں کو جزوی طور پر منظور کیا گیا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.03.29 15.58
I attest to the accuracy and
integrity of this document